پرندے کی فریاد

(توارُدِ خیال کی ایک مثال)

ڈاکٹر عبدالرؤف شیخ*

Abstract

This treatise takes note of a striking similarity that seems to exist between the Urdu poet Allam Iqbal's poem, "Prindey Ki Faryad" and another poem "Pinjrey mein Tota" written by the Napelese poet Leikh Nath Poudel. Whereas one may concede that the similarity owes itself to a universal theme of 'loss of freedom' symbolised by a caged bird, there may have been other reasons too. Hence, it is has been suggested in this paper that both poets seem to have the same kind of poetic sensibility. This is evident from many other poems written by them. Another possible explanation may lie in the similarity of social and historical circumstances of the two poets. Both poems have been written in the same age, and under similar conditions of social and political circumstances. One was writing against the oppression of the British imperialism in India, the other against the oppression of the Rana Dynasty in Nepal. Consequently the similarity of sensibility and socio-political circumstances resulted in an accidental similarity of theme and expression in poems written in two different languages of South Asia.

پاکستان اور نیپال کوہ ہمالیہ کے سلسلے میں ہی واقع ہیں دونوں مما لک میں اِسی سلسلہ کوہ میں دُنیا کی دو اونچی چوٹیاں ایورسٹ اور کے۔ٹو ہماری تہذیبی رفعت کا نشان ہیں تو پاک نیپال دوستی کو زندہ رکھنے کے لئے کے۔ٹو ایورسٹ تنظیم بھی وجود میں آ چکی ہے۔ بہرحال سارک کی تنظیم بھی دونوں ملکوں کے مابین قربت اور یگانگت کا ایک ذریعہ ہے۔اُردو نیپال کے بعض علاقوں کے باسیوں کی ماں بولی بھی ہے، اِن علاقوں کے لوگوں کا رہن سہن، کلچر اور طور اطوار پاکستانیوں سے بہت مماثل ہیں مگر ادبی مماثلت اور یگانگت کی مثالیں تلاش کرنا ایک دشوار کام ہے، پھر اقبال اور لیکھ ناتھ پوڈیل کے ہاں خیال کی وحدت، مماثلت اور ہم آہنگی کا تصور بھی بظاہر محال ہے کیوں کہ اقبال سنسکرت اور نیپالی ادب کی روایت سے ناآشنا تھے اور لیکھ ناتھ پوڈیل اردو اور فارسی ادب سے نامانوس۔اس قدر واضح بُعد کے باوجود دونوں مایہ ناز شعرا کے ہاں ایک نظم کا موضوع ایک دوسرے سے ٹکرا سا گیا ہے۔ بلکہ میں اسے

* پروفیسر، شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

توارِدِ خیال کی عمدہ مثال کہوں گا۔ دو مختلف زبانوں اور ملکوں کے بظاہر ایک دوسرے سے اجنبی شعرا کے ہاں توارِدِ خیال کے امکانات محض قیاسی ہو سکتے ہیں مگر بعض عوامل ایسے مشترک احساس اور خیال کا ضرور سبب بنتے ہیں۔

اقبال نے ''پرندے کی فریاد'' کے نام سے تین بندوں اور ۲۲ مصرعوں، گیارہ شعروں پر مشتمل ایک نظم ۱۹۰۴ء میں لکھی جس میں آزادی، قید، بے بسی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ نیپالی زبان کے مایہ ناز شاعر لیکھ ناتھ پوڈیل کی نظم ''طوطا پنجرے میں'' ۲۵ مصرعوں کی نظم ہے جو ۱۹۱۶ء میں لکھی گئی۔ اس طرح یہ دونوں نظمیں بیسویں صدی کے دو ابتدائی عشروں میں تخلیق ہوئیں۔ دونوں نظمیں آزادی کے احساس کو بیدار کرتی ہیں۔ دونوں میں پرندے کی اسیری کے حوالے سے انسان کی قید و بند سے رہائی کی خواہش کو موضوع بنایا گیا ہے۔ خیال کا یہ توارد دونوں نابغہ شاعروں کے حُسنِ تخیل کا اعجاز ہے۔

اُردو قارئین لیکھ ناتھ پوڈیل کی شخصیت، فکر اور طرزِ احساس سے نا آشنا ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ لیکھ ناتھ پوڈیل کا مختصر تعارف اور اس نظم کا پس منظر پیش کیا جائے تا کہ ہم اس کے تخلیقی محرکات سے آگاہ ہو سکیں اور جنوبی ایشیا کے اِن دو شعرا کے مشترک طرزِ احساس سے آشنا ہو سکیں۔ ہم ان تخلیقی محرکات کا بھی کھوج لگا سکیں جن کی بدولت موضوعاتی توارد ممکن ہو سکتا ہے۔ ہم پر یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ برطانوی سامراج کے غلام ہندوستان اور برطانوی سامراج کے شکنجے میں جکڑے ہوئے بظاہر آزاد مگر حقیقت میں غلام نیپالی سماج میں حریت اور آزادی کی نعمت کا شدید احساس ایک جذبہ آزادی میں کیوں کر ڈھلتا ہے؟ یہ تخلیقی قوت بن کر شعر کے پردے میں استعارے اور علامت کے وسیلے سے کیوں کر بے ساختہ اظہار پاتا ہے؟ اس کا مطالعہ دراصل اِن دونوں شعرا کی ذہنی اور شخصی اُپج کا ہی مطالعہ ہوگا۔ عمرانی نقاد کے لئے بھی شاید یہ امر دلچسپی کا باعث ہو کہ وہ کون سے سماجی، سیاسی اور تاریخی عوامل ہیں؟ جن کے سبب دو مختلف زبانوں اور ملکوں کے شعرا کے ہاں فکر، خیال اور جذبے کی ہم آہنگی توارِدِ خیال کا روپ دھار لیتی ہے۔

اگر تاریخی نقادطین کے تصورات کی روشنی میں اِس امر کا جائزہ لیں تو دونوں شعرا معاصر ہیں، زمانہ ایک ہے، نسل ایشیائی ہے بلکہ جنوبی ایشیائی اور لمحہ تخلیق بیسویں صدی کے دو ابتدائی عشرے، یہ تینوں عوامل خیال کی یکسانیت، توافق اور ہم آہنگی کے لئے کافی ہیں۔ بقول اقبال دونوں ازل کے سومناتی ہیں، دونوں کا ذہن ہند آریائی ہے اور دونوں غلامی کی صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ دونوں اپنے عہد کی سرکار سے نوازے بھی جاتے ہیں مگر اُن سے بے زار بھی ہیں۔ دونوں ایسے سماج کے باسی ہیں جہاں فرد کی شخصی آزادی کو پامال کیا جارہا ہے۔

میرے خیال میں اقبال نے غلامی کو شخصی سے زیادہ قومی اور اجتماعی حوالے سے بیان کیا ہے جب کہ لیکھ ناتھ پوڈیل کا تجربہ سرکاری ملازم ہونے کے سبب شخصی اور ذاتی نوعیت کا ہے۔ پوڈیل رانا سرکار کا ملازم تھا۔ اُس عہد میں اُس کے لئے مالی آسودگی کا یہ واحد ذریعہ تھا۔ نیپال کی رانا سرکار کا جابرانہ دور ۱۸۴۰ء سے ۱۹۵۰ء تک کا ہے، یہ سرکار برطانوی ہند کی سامراج سرکار سے گٹھ جوڑ کئے ہوئے تھی۔ برطانوی حکام نے بدیسی حاکم ہونے کے ناطے جو مظالم اہلِ ہند پر توڑے اُس سے زیادہ مظالم نیپال کی رانا سرکار نے اپنے ہم وطنوں کے لئے روا رکھے۔ رانا خاندان کی اندرونی اور خاندانی چپقلش اقتدار کی باہمی رسہ کشی نے بھی عوام کی زندگی کو بُری طرح متاثر کیا۔ نیپال کی رانا سرکار نے اپنے اقتدار کو استحکام دینے کے لئے نیپالی عوام کی آزادی کو سلب کیا بلکہ پامال کیا۔[۱]

ایسے ماحول میں لیکھ ناتھ پوڈیل نے بھی آزادی سے محرومی کو شدت سے محسوس کیا اور اُس نے اپنے جذبات کو شعر کا موزوں اور چُست لباس عطا کیا۔ ایم۔ جے ہٹ کے خیال میں پوڈیل نے طنزیہ تمثیل کا پیرایہ اپنایا[۲]۔ اُس نے اپنی نظم ''پنجرے میں طوطا'' کے استعارے میں اپنے کرب، دُکھ اور بے بسی کو بیان کیا ہے کیوں کہ وہ رانا بھیم شمشیر کی سرکار سے وابستگی کے سبب خود کو بے بس، مجبور اور آزادی سے محروم پاتا ہے[۳]۔ بقول حالی شخصی حکومتوں میں ادیب کی آزادی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ لیکھ ناتھ پوڈیل کی یہ نظم آزادی سے محروم انسان کی بپتا ہے۔

دراصل یہ جنوبی ایشیا کے اس حسین خطے کی سرگزشت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ پاک و ہند کے غلام اور پابند سماج کا دُکھ بیان کر رہی ہے۔ اقبال کی نظم ''پرندے کی فریاد'' کو اسی تناظر میں رکھ کر دیکھا جائے تو وہ بھی آزادی سے محروم مقید انسان کی دُکھ بھری فریاد ہے۔ دونوں نظموں میں آزادی سے محروم فرد کا نوحہ تمثیلی انداز میں بیان ہوا ہے۔ آزادی کا پنچھی زیرِ دام آنے کے بعد اپنی بے بال و پری کا ماتم کرتا ہے، وہ آزاد چمن کے آزاد طیور کی نغمہ سنجی کو حسرت سے یاد کرتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر دونوں شعرا نے اسیر پرندے کی تمثیل سے کام لیا ہے۔

لیکھ ناتھ پوڈیل کی نظم کا کینوس قدرے وسیع ہے کیوں کہ یہ واردات اُس کا ذاتی تجربہ ہونے کے باوجود اپنے ہم عمر باشعور معاصر سے ایک خطاب ہے یعنی دوسروں میں بھی بیداری اور آزادی کی تڑپ پیدا کرنے کی ایک اُمنگ ہے[۴]۔ جب کہ اقبال کی نظم بچوں کے لئے ہے اگر ہم برصغیر پاک و ہند کی ۱۹۰۴ء تک کی تاریخ اور سیاسی فضا کو دیکھیں تو ہمیں آزادی کا نعرہ دھیمے سروں پر بھی سنائی نہیں دیتا۔ اقبال تو ۱۹۰۷ء میں بھی لندن کی آزاد فضا سے علی گڑھ کے فرزندوں کو خشتِ کلیسا سر پہ اُٹھائے رکھنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ ۱۹۰۴ء میں تو آزادی کے لئے محض ایک فریاد ہی ممکن تھی۔ وہ اقبال نے پرندے کی تمثیل میں ادا کر دی۔ جب کہ نیپال کی شخصی آمریت میں سخت گیر

ضوابط وقوانین میں جکڑے ہوئے انسان کا ذاتی کرب ایک الاؤ کی مانند ہے۔اسی لئے لیکھ ناتھ پوڈیل کے لہجے میں گرمی اور صلابت ہے جب کہ اقبال کی لَے بے نوا کی طرح دھیمی ہے اونچے سروں پر نہیں۔اگر کوئی مصور اِن دونوں نظموں کو تصویری روپ میں پیش کرے تو شاید وہ اقبال کی نظم کو ایک بچے کی معصومیت، بے بسی، حسرت کو سادہ رنگوں میں پیش کرے گا جب کہ لیکھ ناتھ پوڈیل کی نظم کا عنوان ''پنجرے میں طوطا'' ضرور ہے مگر اس کے کردار اسیر انسان سے مماثل ہیں۔ ہٹ نے اسے تمثیل کہا ہے۵، میرے خیال میں اقبال کی نظم خالص تمثیل ہے جب کہ لیکھ ناتھ پوڈیل کی نظم میں تمثیل کے پردے پر انسان متحرک نظر آتے ہیں۔ یہ انسان فیض کی نظموں کے انسان کی طرح محض پابندِ سلاسل ہے۔ یہ فرد بازار میں پابجولاں چل رہا ہے مگر رقصاں ومستاں نہیں بلکہ لب کشائی کی حسرت کا مارا ہوا ہے۔ یہ بولنا چاہتا ہے مگر اسے کچھ کہنے کی سکت نہیں، اس کا جابر حاکم اس کی کمزوری سے واقف ہے اور وہ اسے زبردستی بولنے پر اُکساتا ہے پابندی اور اظہار بالجبر ایک عجیب دُکھ ہے جسے لیکھ ناتھ پوڈیل نے اس نظم میں بیان کیا ہے۔اس نظم کی یہی جہت اِسے عام نظم سے بلند کر دیتی ہے٦۔

یوگ راج پوڈیل نے اِسے کلاسیکی نظم کہا ہے٧ اور پابند سماج میں اظہار کی آزادی مانگنا یقیناً جرأت کا کام ہے مگر شخصی آمریت میں آمر کی مرضی، زور زبردستی کے مطابق وہ کچھ کہنا جو اس کی منشاء ہے حساس شاعر کے لئے رزم گاہِ خیر وشر، حق وباطل کے معرکے سے کم نہیں۔ اکیسویں صدی کے عالمی منظر نامے میں آج یہی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ ترقی یافتہ دنیا کا ایک آمر ہم اسیر پرندوں سے وہی کہلوانا چاہتا ہے جو وہ کہہ رہا ہے۔ فرد کو اپنے احساس کے اظہار کی آزادی ہونی چاہیے نہ کہ اسے محض آمر کی شخصی منشاء کے مطابق کچھ کہنے پر مجبور کر دیا جائے۔

''میرے ہونٹ خشک ہیں\
میرے اوپر ایک جبر ہے\
اگر میں بولنے سے انکار کرتا ہوں\
تو سونتا ہوا کوڑا میری خاموشی کی سزا ہے''

''اے خدا تو نے مجھے محض نغمہ سرائی کی قوت بخشی\
مگر پابندِ سلاسل کر دیا\
لیکن یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں\
باایں قہر وجبر اور جورِ مسلسل''٨

یہ حصے حریت پسند شاعر کے ذہن اور ویژن کا ایک توسیعی عمل ہیں مگر اس کے ابتدائی حصے اقبال کی نظم سے حیرت انگیز طور پر مماثل ہیں مثلاً ایک اسیر پرندہ چمن کے آزاد پرندوں اور آزادی کے زمانے اور چمن کی آزاد فضا کو کیسے یاد کرتا ہے؟

''میرے برادر، ماں اور پتا
کھلے جنگل میں رہتے ہیں
میں پنجرے میں اسیر
اپنا دُکھ کس سے کہوں؟
وہ جنگل میں خوب پھل کھا رہے ہیں
اور مزے اُڑا رہے ہیں
مجھے میرے بخت سیاہ نے اسیر بنا دیا
شاید میرا حال خدا کی نظر میں ہو''[9]

اقبال کے اشعار ملاحظہ کیجیے:

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانا — وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا
کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں — ساتھی تو ہیں وطن میں میں قید میں پڑا ہوں
آئی بہار کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں — میں اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں
اس قید کا الٰہی دُکھڑا کسے سناؤں — ڈر ہے یہیں قفس میں مَیں غم سے مر نہ جاؤں[10]

البتہ یہ امر مسلّمہ ہے کہ اقبال کی نظم اوریجنل نہیں بلکہ پروفیسر حمید احمد خاں کی تحقیق کے مطابق یہ ولیم کوپر کی نظم "On a Goldfinch Starved to Death in his cage" کا آزاد ترجمہ ہے۔ کیا لیکھ ناتھ کی نظم کا خیال بھی مستعار ہے؟ کیا دونوں نظموں کا اصل منبع ایک ہی ہے؟ اس سلسلے میں لیکھ ناتھ پوڈیل کی انگریزی زبان سے شناسائی کا واضح ثبوت تلاش کرنا ہوگا۔ میری معلومات کے مطابق لیکھ ناتھ پوڈیل انگریزی ادب سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ نیپالی ادب کے مورخین نے اس امر کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔ اس لیے لیکھ ناتھ پوڈیل کے بارے میں خوشہ چینی کا شائبہ درست نہیں ہوگا اور اس کا خیال اس کے براہ راست مشاہدے اور شخصی طرزِ احساس کا نتیجہ ہی قرار پاتا ہے۔ اقبال نے خوشہ چینی ضرور کی ہے مگر اس کی نظم کا سیاسی اور سماجی تناظر اس کے داخلی احساس کو اوریجنل ہی بنا دیتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر افتخار صدیقی اقبال کی اس نظم کے حوالے سے سیاسی اور سماجی تناظر میں آزادی کی تڑپ کے احساس کو رد کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے یہ مستعار خیالات کی سادہ نظم ہے جس کا حریت اور

آزادی کے احساس سے کوئی تعلق نہیں؟[۱۱]

بہرحال ہر صورت میں یہ نظم اقبال اور لیکھ ناتھ پوڈیل کے توارد خیال کی مظہر ضرور ہے۔ اسی طرح ان دونوں شعرا کے یکساں احساسات اور خیالات کی چند اور مثالیں بھی تلاش کی جاسکتی ہیں۔ میرے خیال میں اس مشترک طرزِ احساس کی بنیادی وجہ سماجی اور سیاسی جبر ہی ہے جو فرد کو آزادی کی نعمت سے محروم کر دیتا ہے۔

اقبال اور لیکھ ناتھ پوڈیل کے مشترک احساس کی ایک اور مثال دیکھیے:

You say this house is yours
I say that is mine
To whom in fact does it belong
Turn your mind to that

(نیپالی سے انگریزی ترجمہ از ہٹ)[۱۲]

الارض للّٰہ کے عنوان سے ''بالِ جبریل'' میں اقبال کے اشعار اسی خیال کے ترجمان ہیں، بالخصوص یہ شعر:

دِہ خدایا! یہ زمیں تیری نہیں تیری نہیں ‏ ‏ ‏ تیرے آبا کی نہیں تیری نہیں میری نہیں[۱۳]

لیکھ ناتھ پوڈیل نے بھی مظاہرِ فطرت ہوا، مٹی، پانی کو بیج کی نشو ونما میں معاون بتایا ہے۔ اقبال نے بھی ان مظاہر کی کارسازی کا برملا اظہار کیا ہے۔

اقبال اور لیکھ ناتھ پوڈیل کی وہ نظمیں بھی مشترک احساس کی آئینہ دار ہیں جو انھوں نے اپنے قریبی اعزہ کے مرنے پر لکھیں جیسے اقبال کی نظم ''والدہ مرحومہ کی یاد میں'' اور ''فلسفۂ غم'' کو پوڈیل کی اُس نظم کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے جو انھوں نے اپنی بیوی کے مرنے پر لکھی ہے۔ یہ نظم بھی ایک علامت اور تمثیل ہے۔[۱۴] زندگی کے عروج و زوال کی، وقت کے تغیراتِ مسلسل کی۔ زندگی اور موت کے اس تقابلی مشاہدے سے دونوں شعرا کو جو بصیرت اور گیان حاصل ہوتا ہے اور حیاتِ ابدی کا جو شعور اور سرور ملتا ہے وہ اقبال اور پوڈیل دونوں کا ایک مشترک سرمایہ ہے اور یہ متاعِ بے بہا براہِ راست مشاہدے کا حاصل ہے۔

❁❁❁❁❁

حوالہ جات

1. Yog Raj Poudel "The Parrot in a Cage : Reassessing a Classic" The Kathmandu Post, 6th December, 1998. (Nepal)
2. Michael James Hutt "Himalayan Voices" P. 23
3. Michael James Hutt "Nepali: A National Language and its Literature" P. 155
4. Yog Raj Poudel "The Parrot in a Cage : Reassessing a Classic" The Kathmandu Post, 6th December, 1998. (Nepal)
5. Michael James Hutt "Himalayan Voices" P. 23
6. Yog Raj Poudel "The Parrot in a Cage : Reassessing a Classic" The Kathmandu Post, 6th December, 1998. (Nepal)
7. Ibid.

8,9. Michael James Hutt "Himalayan Voices" P-26-28

10. اقبال، ''پرندے کی فریاد'' بانگِ درا
11. ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی۔ ''عروجِ اقبال'' ص ۲۶۳
12. Michael Hutt "Himalayan Voices" P-24
13. اقبال الارض للّٰہ، بالِ جبریل، ص ۴۴۶
14. Michael Hutt "Himalayan Voices" P-25

مآخذات

۱- اقبال ''پرندے کی فریاد'' ۔۔ بانگِ درا۔کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور

۲- اقبال ''الارض للّٰہ'' ۔۔ بالِ جبریل۔کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور

۳- اقبال ''والدہ مرحومہ کی یاد میں'' ۔۔ بانگِ درا۔کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور

۴- اقبال ''فلسفۂ غم'' ۔۔ بانگِ درا۔کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور

۵- Michael James Hutt "Himalayan Voices" M.B.Publishers Delhi, 1993

۶- Michael James Hutt "Nepali: A National Language and its Literature"
Sterling Publishers, New Delhi, 1988

۷- Michael James Hutt "Modern Literary Nepali"
Oxford University Press, Mumbai, 1997.

۸- Dr. Abi Subedi "Nepali Literature : Background & History"
Kathmandu, 1978, Nepal

۹- Yog Rai Poudel "The Parrot in a Cage" (Reassessing a Classic)
The Kathmandu Post, 6 December 1998.

۱۰- ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی۔ ''عروجِ اقبال''، بزمِ اقبال، لاہور

۱۱- پروفیسر حمید احمد خان۔ ''اقبال کی شخصیت اور شاعری''، بزمِ اقبال، لاہور